www.novelsclubb.com
ابرِ رحمت
زاریہ فاطمہ
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

ابرِ رحمت

از

زاریہ فاطمہ

www.novelsclubb.com

قسط نمبر ایک:

ٹائروں سے آتی چرررر کی آواز کے ساتھ وہ گاڑی رات کے اس پہر ایک سنان سڑک پر رکی۔گاڑی کا دروازہ عجلت میں کھلا تھا اور اندر سے وہ اپنی چادر سنبھالتی، گرتی پڑتی تیزی سے باہر کی جانب لپکی۔ارد گرد کا ماحول سنسان تھا وقفے وقفے سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں ماحول کو خوفناک بنا رہی تھیں۔وہ سڑک کے کنارے ایک درخت کے پاس سر جھکائے بیٹھی تھی۔جسم سے مانو جان الگ ہو رہی ہو۔کافی دنوں سے اس کو اپنی طبعیت خاصی خراب محسوس ہو رہی تھی پر کام کا جنون اور اس کی ہٹ دھرمی اسے آرام کی اجازت کہاں دیتے تھے۔وہ اپنا معدہ خالی کرتی وہیں زمین پر بیٹھ گئی اور لمبی لمبی سانسیں لینے لگی! نقاہت سے جسم بے حال ہو رہا تھا اپنی اس غیر ہوتی حالت نے اس کو ارد گرد کا ہوش بھلا رکھا تھا۔

دور کہیں سے عشا کی آذان کی آواز آ رہی تھی وہ اس وقت لاہور سے باہر موجود ایک گاؤں ہنجروال سے واپسی کی راہ پر تھی کہ اچانک اپنی طبعیت خراب ہونے پر اس کو رکنا پڑا۔لاہور شہر میں تو آدھی رات تک گہما گہمی رہتی ہے پر اس کے ارد گرد موجود بہت سے گاؤں ابھی تک اپنے خستہ حالات اور قدیم روایات کی وجہ سے شام کے سائے ڈھلنے کے ساتھ ہی دن کا اختتام کر دیا کرتے تھے۔

اسکی زور زور سے سانس لیتی آواز اب کافی حد تک متوازن تھی البتہ چہرہ ہاتھوں میں گرائے وہ مکمل ہوش میں ابھی بھی نہیں لگ رہی تھی۔اس نے سر اٹھایا اور اپنی چادر کے کونے سے چہرہ صاف کیا ابھی وہ اٹھنے کی جستجو میں تھی کہ اپنے کہیں قریب سے اسے بچے کے رونے کی آوازیں آنے لگیں۔

وہ چونکی ہوئی اور آگے پیچھے نگاہ دوڑائی، مانا کہ وہ بڑی دلیر وکیل تھی پر رات کے اس پہر اس طرح سنسان سڑک پر چھوٹے بچے کے رونے کی آواز تو بڑے بڑوں کے چھکے چھڑانے کے لیے کافی ہے۔اس نے ہول کے اپنے دائیں جانب دیکھا تو آس پاس کہیں کوئی گھر، کوئی ذی روح نظر نہ آیا پر بچے کے رونے کی آواز میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی اس نے گھبرا کر اپنے سے ذرا فاصلے پر کھڑی اپنی گاڑی کو دیکھا اور غیر متوازن چال چلتے گاڑی کی طرف بڑھی۔

دل میں آیت لکرسی کا ورد کرتی وہ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہی تھی رونے کی آواز ابھی بھی ویسے ہی تھی اس نے گاڑی کا دروازہ جھٹکے سے کھولا اور اندر بیٹھ گئی۔ نگاہوں کا مرکز ابھی بھی وہی جگہ تھی جہاں سے وہ آواز آ رہی تھی۔وہ جلدی سے یہاں سے غائب ہو جانا چاہتی تھی پر ہاتھوں کی کپکپاہٹ اور غیر ہوتی طبعیت اسے ملنے سے روکے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"اللہ کہاں پھس گئی ہوں میں! پتہ نہیں آدھی رات کو سنسان سڑک پر یہ کون اپنا روتا بچہ لئے کھڑا ہے اور تو اور اگر ابھی یہاں کہیں سے کوئی چور ڈاکو نکل آئے، آ کے مجھ سے چھینا جھپٹی شروع کر دے اور اگر اسی دوران مجھے کہیں گولی مار دے تو میں تو گئی نہ کام سے۔ آدھے لاہور کو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ مشہورِ زمانہ ایڈووکیٹ ابرالمیر ایسے چند ڈاکوؤں کے ہاتھوں انجام کو پہنچ گئی۔" وہ گاڑی کی چھت کی طرف چہرہ کئے بڑبڑائی، بھوری آنکھوں میں پانی ہلکورے لینے لگا۔ کچھ وقت کے توقف کے بعد اس نے نگاہ پھر سے سامنے کی جانب دوڑائی

www.novelsclubb.com

وہ ایک دفعہ جا کر دیکھنا چاہتی تھی پر ہائے یہ ڈرپوک دل

"نہیں ابر نہیں! تمہیں پتہ ہے نہ کہ ہارر موویز میں ہمیشہ ایک ایسا بیوقوف ضرور ہوتا ہے جسے معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف سے بھیانک آوازیں آ رہی ہیں لیکن وہ دیکھانے کے coolness پھر بھی اس آواز کا پیچھا کرتا اس جگہ جاتا ہے اور اپنی

چکر میں سب سے پہلے اس ڈائن کے ہاتھوں ضائع ہو جاتا ہے! تو تم تو سوچنا بھی مت یہ بیوقوفی کرنے کے بارے میں۔"اس نے اپنے اندر کی آواز کو ڈپٹا کہ کوئی ضرورت نہیں جا کر جانچ پڑتال کرنے کی

دل میں عجیب وسوسے آرہے تھے اس نے لپک کر ڈیش بورڈ سے اپنا فون اٹھایا لیکن وہاں ابھی بھی نو سگنل اسے منہ چڑھا رہا تھا۔

یہ بھی عجیب مصیبت ہے! پتہ نہیں یہ ملک بابا آدم کے زمانے کو کب خیر باد کہے گا"وہ جھنجھلا ہی تو گئی تھی

بڑی بڑی شہد رنگ آنکھیں وا کئے ایک دفعہ پھر سے اس طرف دیکھا اور کسی احساس کے تحت ونڈ سکرین کھول کر ذرا کی ذرا باہر کی طرف جھانکا! شاید وہ آواز اسکا وہم ہو

رونے کی آواز اب بھی جاری تھی لیکن پہلے کی نسبت اب آواز ہلکی ہو گئی تھی مانو وہ جو بھی تھا خود بھی رو رو کر تھک چکا ہو۔

ایک دفعہ دیکھ لینے میں کیا حرج ہے، ہو سکتا ہے کسی کو مدد کی ضرورت ہو!" دل" میں آئے ایک خیال نے فوراً سر اٹھایا۔

اپنے گہرے نیلے رنگ کے دوپٹے کو سر پر کس کر جماتی اور چادر درست کرتی وہ ایک بار پھر گاڑی سے باہر نکل چکی تھی، دل الگ ملامت کر رہا تھا کہ مت جاؤ، ماری جاؤ گی تمہیں پتہ ہے ایسے سینز کا انجام کیا ہوا کرتا ہے۔ کچھ بوجھل طبعیت اور کچھ خوف سے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے تھے جسے وہ بار بار اپنی چادر سے صاف کرتی موبائل کی ٹارچ آن کئے اسے دوسرے ہاتھ میں دبائے سڑک کے اطراف کا جائزہ لے رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

جیسے جیسے وہ قدم بڑھا رہی تھی آواز مزید کم ہوتی جا رہی تھی۔ اس نے ایک جگہ رک کر اپنی گاڑی کی جانب دیکھا جو کہ اب کافی پیچھے رہ گئی تھی پھر سامنے دیکھا جہاں آواز اب کبھی رک جاتی اور کچھ ہی سیکنڈ کے بعد پھر آنے لگتی۔

دل ہی دل میں آیتوں کا ورد کرتے وہ مضبوط قدم اٹھاتی اس آواز کے کافی قریب آ چکی تھی لیکن اندھیرا زیادہ ہونے کے باعث اب بھی کوئی ذی روح سامنے نہیں آیا تھا۔

اس نے خشک ہوتے ہونٹوں کو زبان پھیر کر تر کیا اور ٹارچ آگے پیچھے گھمائی، آنکھیں سکیڑے ہر جگہ غور سے دیکھتے ہوئے وہ ایک مقام پر تھمی۔

دل تھا کہ اچھل کر حلق میں آنے کو تیار تھا۔

www.novelsclubb.com

سامنے سڑک کے کنارے درختوں کی اوٹ میں ایک نومولود بچہ پڑا تھا جس کے جسم کا نچلا سارا حصہ بری طرح مٹی میں اٹا ہوا تھا۔اس کا تو مانو ایسا حال تھا جیسے

سانپ سونگ گیا ہو۔ دل کی دھڑکن اب پوری رفتار سے حرکت کرنے لگی وہ کانپتی ہوئی ٹانگوں کو بمشکل سہارا دیئے اس بچے تک کا فاصلہ عبور کرنے لگی۔

رات کے اس اندھیرے میں فون کی ٹارچ سے دیکھنے پر بھی وہ مکمل یقین سے کہہ سکتی تھی کہ اس بچے کی پیدائش کچھ ہی دیر پہلے اسی جگہ پر ہوئی ہے۔ لیکن اس بچے کی ماں جنم دینے کے بعد اتنے سے عرصے میں وہاں سے کہاں اور کیوں غائب ہو گئی۔ ذہن میں ایک کے بعد ایک سوال ابھرنے لگا۔ سامنے پڑے بچے کو ایک بار پھر اس نے بہت حیرت سے دیکھا جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا ہو۔ بچے کی سانسیں بہت مدھم پڑ گئی تھیں وہ رونا بند کر کے اب کمزور سے سانس لینے لگا تھا۔

ابر نے ایک دفعہ پھر آگے پیچھے دیکھا! دور دور تک کسی کی موجودگی کے آثار نہ تھے۔ اس نے اپنی توجہ بچے کی طرف مبذول کی جس کی آنکھیں مکمل بند تھیں،

مٹھیاں زور سے بھینچی ہوئی تھیں، وہ ڈرتے ہوئے ذرا آگے کو بڑھی، اپنے چادر اتار کر اسکو دہرا کیا اور بچے کو اس پر لٹایا۔ اب وہ بچے کو اپنے بازوؤں میں اٹھا چکی تھی۔ نظریں ابھی بھی ارد گرد کا جائزہ لے رہیں تھیں کہ جیسے ابھی کہیں کسی اوٹ سے کوئی نکل آئے گا اور اس سے کہے گا وہ کیمرے میں دیکھیے مادام یہ ایک سوشل ایکسپیریمنٹ تھا۔

پر ایسا کیسے ممکن ہو سکتا تھا کیونکہ وہ لندن نہیں بلکہ پاکستان کے شہر لاہور سے باہر ایک گاؤں میں کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

ٹارچ پر گرفت سخت کرتے ہوئے اس نے قدم سڑک پر مزید آگے بڑھائے۔

سنن۔۔ سنیں! کوئی ہے اس طرف؟ کیا اس بچے کو وہاں پر آپ نے رکھا ہے؟" دیکھیں رات کے اس پہر ایک چھوٹے بچے کو یوں مذاق میں بھی اکیلا نہیں چھوڑنا چاہیے۔۔۔۔ کوئی ہے؟" وہ اب آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ آوازیں بھی لگا رہی تھی کہ شاید بچے کی ماں یہیں کہیں ہو اور اسکی آواز سن کر باہر آجائے۔ اسکی آواز میں باقاعدہ لرزش تھی۔

وہ تقریباً ہر درخت کی اوٹ، ہر جھاڑی اور ہر پتھر کے آگے پیچھے دیکھ چکی تھی پر وہاں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ اچانک کسی احساس کے تحت اس نے اپنے بازوؤں میں موجود اپنی چادر میں لپٹے اس بچے کو دیکھا تو اس احساس نے اس کی روح تک کھینچ لی کہ وہ بچہ سانس نہیں لے رہا تھا۔

اس نے سفید پڑتے چہرے کے ساتھ اسے بچے کے وجود کو اپنے کان کے قریب کیا! وہ واقعی سانس نہیں لے رہا تھا! خوف کی ایک نئی لہر اس کے جسم میں دوڑ گئی۔

"یا اللہ! یہ یہ یہ تو سانس نہیں لے رہا! اب میں کیا کروں گی؟ پتہ نہیں یوں آدھی رات کو اسے یہاں کون چھوڑ گیا ہے، کہاں ڈھونڈوں اس کے گھر والوں کو! یہ تب تک زندہ بھی ہو گا یا نہیں یا میرے خدایا یہ کیسا امتحان ہے ہاں ہاسپٹل، اس کو ہاسپٹل لے کر جانا ہو گا!" بچے کی حالت کو دیکھتے ہوئے وہ اس کے خاندان کے کسی فرد کے سامنے آنے کا انتظار نہیں کر سکتی تھی اگر وہ ایسا کرتی تو ممکن تھا کہ وہ بچہ اپنی پیدائش کے کچھ گھنٹوں میں ہی اللہ کو پیارا ہو جاتا

وہ تقریباً بھاگتے ہوئے اپنی گاڑی کی جانب بڑھی جسے وہ کافی پیچھے چھوڑ آئی تھی۔

بار بار بچے کے دل کے مقام پر کان رکھتی وہ کانپ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

پلیز پلیز پلیز اب کہیں کوئی گاڑی لے کر نہ بھاگ گیا ہو ! لاہور تک پہنچنے میں ابھی بھی آدھا گھنٹہ لگنے والا ہے، اسے تب تک کچھ ہو گیا تو؟ اللہ یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ، پلیز یہ بچہ بچ جائے میں آگے سے کبھی رات میں ڈرائیور کے بغیر کہیں نہیں جاں گی اگر چلی بھی گئی تو ایسے بیچ راستے میں تو بالکل نہیں رکوں گی چاہے جان ہی کیوں نہ جا رہی ہو۔" اپنے ذہن میں بدترین خیالات تصور کرتی وہ بڑبڑاتی ہوئی اب بھاگنا شروع کر چکی تھی، بچہ اس کے سینے سے لگا تھا چادر کی وجہ سے اس بچے کا وجود مکمل طور پر ڈھکا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ بھاگتے ہوئے اپنا حلیہ مکمل طور پر بھول چکی تھی دوپٹہ سر سے ڈھلک کر اب ایک کندھے پر جھول رہا تھا بال الگ بکھرے ہوئے تھے بھاگنے کی وجہ سے سانس بھی پھول رہی تھی، سامنے ہی کچھ فاصلے پر اسے اپنی گاڑی نظر آ گئی، دل میں خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اس نے رفتار مزید تیز کی اور بھاگنے کے انداز میں گاڑی تک پہنچی۔

گاڑی کے پاس پہنچتے ہی اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اس بچے کو لے کر جھٹ سے اندر بیٹھی۔ہاتھوں کی لرزش اب پہلے سے سوا تھی۔

"فون میں سگنل نہیں ہیں! انٹرنیٹ استعمال نہیں کر سکتی، اتنا چھوٹا بچہ! میں کیا کروں اس کا سانس رک گیا ہے، ایسے تو یہ ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی۔۔۔ نہیں نہیں اللہ! میں کچھ بھی کر کے اس کو ہسپتال تک لے جاؤں گی، اسے بچا لیں اللہ اسے بچا لیں۔" وہ روہانسی ہوئی مسلسل دعائیں کر رہی تھی ہاتھوں کی کپکپاہٹ کی وجہ سے وہ چابی تک نہیں گھما پا رہی تھی۔ایک دم سے وہ رکی تین چار لمبے لمبے سانس لے کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔

اسنے بچے کو اپنی گود میں رکھا اور اس پر سے چادر کا کونا ہٹایا۔بچے کا رنگ نیلا پڑ چکا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

“CPR!

"ہاں میں نے یہ پہلے کیوں نہیں سوچا

ذہن یک دم سے اپنی جگہ پر آیا تھا۔

اس نے اپنے کپکپاتے ہاتھوں کو آپس میں جوڑا اور انہیں بچے کی چھاتی پر رکھ کر ذرا سا دباؤ دیا۔ایک بار دو بار تین بار، آنکھوں سے آنسوں چھلکنے کو بے تاب تھے۔

www.novelsclubb.com

دے رہی تھی، CPR بچے کے وجود میں کوئی جنبش نہیں ہوئی، وہ مسلسل اسے ایک موہوم سی امید تھی! آخر کچھ لمحوں کے توقف کے بعد بچے نے ہاتھ پیر مارے! ناک اور منہ سے سفید رنگ کا چپچپا سا مادہ باہر نکلا! ابر نے اس کو ہلتا دیکھ

شکر کا سانس لیا اور اس کا چہرہ چادر سے ہی صاف کیا جبکہ بچہ ایک بار پھر نحیف سی آواز میں رونے لگا تھا۔

ابر نے اسے چادر سے اچھی طرح لپیٹ کر بازو میں بھرا اور گاڑی سٹارٹ کرنے لگی۔ایک دو بار چابی گھمانے پر گاڑی کے سٹارٹ ہوتے ہی وہ اسے پوری رفتار سے بھگا لے گئی۔

ٹوٹی پھوٹی سڑک پر تیزی سے گاڑی بھگاتی وہ بس ایک ہی نقطے پر غور کر رہی تھی کہ کسی بھی طرح اسے ہسپتال تک پہنچنا تھا! بچہ رو رو کر پھر سے چپ ہو گیا! ایسے لگتا تھا کہ وہ غنودگی میں ہو۔اس کی نیلی ہوتی رنگت ابر کے دل کو دہلا رہی تھی

وہ فل سپیڈ سے گاڑی چلاتی آدھے گھنٹے کا فاصلہ بیس منٹ میں طے کر چکی تھی۔ لاہور شہر کی حدود کے اندر داخل ہوتے ہی اس نے ذرا سکون ک سانس لیا اور ایک نظر اپنی جھولی میں پڑے بچے پر ڈالی۔ وہ جلد از جلد اس کو ہسپتال لے جانا چاہتی تھی۔ لاہور میں داخل ہوتے ہی جیسے سگنلز واپس آئے تو فون پر لاتعداد میسجز اور کالز کی بیپ ابھرنے لگی پر وہ اس وقت فون کی طرف دھیان ہی کب دے رہی تھی۔

رش ڈرائیونگ کرتی ہوئی وہ اگلے دس منٹ کے اندر اندر ایک پرائیویٹ ہسپتال کے باہر تھی۔ گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ تیز تیز قدم بڑھاتی اندر کو لپکی۔

www.novelsclubb.com

سانسیں اتھل پتھل ہو رہی تھیں، اسے اپنی ٹانگیں بے جان ہوتی محسوس ہو رہی تھیں، دوپٹہ گلے میں جھول رہا تھا، خالی پیٹ وہ زرد ہوتی رنگت کے ساتھ ہر آتے جاتے فرد کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔

بچے کو چیک اپ کے لئے لے جایا جا چکا تھا۔ وہ وارڈ کے باہر بیٹھی اپنی ناہموار سانسیں بحال کرنے کی تگ ودو میں لگی تھی۔

وہیں بیٹھے ہوئے اسے بیس منٹ گزر گئے پر ڈاکٹر نے ابھی تک اس بچے کی کوئی خبر نہیں دی تھی، ہڑبڑاہٹ میں وہ اپنا فون بھی گاڑی میں ہی چھوڑ آئی تھی۔ دکھتے سر کو ہاتھوں میں گرائے وہ پتہ نہیں کن سوچوں میں تھی کہ وارڈ کا دروازہ کھلا۔

ڈاکٹر اب اسکے سر پر کھڑی اسے آوازیں دے رہی تھی

مس قریشی ! میمیمم ؟آپ مجھے سن رہی ہیں ؟"لیڈی ڈاکٹر کے اسکا کندھا لانے پر"

وہ گڑبڑا کر اٹھی

ججج جی جی مم میں سن رہی ہوں ! کیا ہوا تھا اس بچے کو؟ وہ ٹھیک تو ہے نا؟" وہ ایک ہی سانس میں ان سے ان گنت سوال کر چکی تھی، چہرے پر پریشانی اور نکاہت کے آثار واضح تھے۔

اللہ کا شکر ہے بچے کے حالت اب سٹیبل ہے ! وہ نومولود بچہ ہے پیدائش کے بعد" کہتے ہیں ! وہ بچہ vernix بچوں کے جسم پر سفید چپچپی سی جھلی ہوتی ہے جسے اس جھلی کا بہت سا حصہ ناک اور منہ کے ذریعے نگل چکا تھا، بروقت سی پی آر کی وجہ سے انفیکشن کو خطرناک حد تک سنگینی اختیار ہونے سے پہلے رک گیا ! اسے کچھ دیر انڈر آبزرویشن رکھیں گے اسکے بعد آپ اسے گھر لے جا سکتی ہیں".

اس نے تحمل سے ڈاکٹر کی ساری بات سنی اور پھر اللہ کا شکر ادا کیا! وہ بچہ بچ گیا تھا، اسے کچھ نہیں ہوا تھا۔

بہت شکریہ ڈاکٹر لیکن مزید کوئی خطرے کی بات تو نہیں؟آپ مجھے بتا سکتی ہیں۔"اس کا انداز سنجیدہ تھا

نہیں کوئی خطرے کی بات نہیں! آپ نے بس اس کی غذا کا مکمل خیال رکھنا ہے۔."

وہ کچھ بولنے ہی والی تھی کہ ڈاکٹر نے ٹوکا

بچے کی کمر اور ٹانگوں کی پچھلی طرف کی جلد ماحول کی تبدیلی اور اس کے نازک" ointment ہونے کی وجہ سے بہت جگہوں سے چھل چکی ہے، میں آپ کو لکھ دیتی ہوں آپ باقاعدگی سے استعمال کریں تو وہ کھروچیں بھی کچھ ہی دنوں میں ٹھیک ہو جائیں گی۔"ڈاکٹر نے مسکرا کر پروفیشنل انداز میں بتایا

بہت شکریہ ڈاکٹر بہت شکریہ "اس کے انداز میں تشکر تھا ڈاکٹر مسکرا کر اسکا کندھا" تھپکتی آگے بڑھ گئی جبکہ وہ وہیں بینچ پر بیٹھتی چلی گئی۔ کتنا بڑا بوجھ کندھوں سے سرک گیا تھا۔

".یااللہ تیرا شکر ہے"

نظر آ رہی تھی۔ relax وہ پہلے کی نسبت اب قدرے

مزید آدھا گھنٹہ ہسپتال میں گزرا، بل پے کرنے اور فارمیسی سے بچے کی دوائیاں لینے کے بعد وہ اس کو ڈسچارج کروا چکی تھی۔

وہ ابھی بھی اس کی چادر میں ہی لپٹا ہوا تھا البتہ اس کا چہرہ اب بالکل پر سکون نظر آ رہا تھا۔ وہ کسی دوائی کے زیر اثر شاید سو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

پارکنگ کی طرف جاتے اس کے قدم تھکاوٹ زدہ تھے۔ ایک رات میں یہ کیا سے کیا ہو گیا تھا اس کے ساتھ، اس بچے کو وہ کہاں لے کر جائے گی اس کی ماں کو کہاں ڈھونڈنے گی، کتنے ہی نت نئے سوالات ذہن کے پردے پر لہرانے لگے تھے۔

تمام سوالوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے وہ گاڑی کی جانب بڑھی، گاڑی کا دروازہ کھول کر بچے کو پیسنجر سیٹ پر آرام سے لٹایا اور خود گھوم کر آ کے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

موبائل کی سکرین یک دم روشن ہوئی اور اوپر اماں کالنگ جگمگانے لگا۔اس نے ایک گہرا سانس لیا اور فون آف کر دیا۔

گھر آ کے ہی سب بتاتی ہو آپ کو امی بس کچھ دیر اور صبر کر لیں۔" وہ بولی تو آواز " میں جیسے صدیوں کی تھکن تھی۔

ایک نظر آرام سے سوتے اس بچے پر ڈالی اور پھر گاڑی کا رخ گھر کی جانب موڑ دیا۔

پتہ نہیں یہ ایک لمحے کا فیصلہ اس کی زندگی کو کس موڑ لے جانے والا تھا۔

دور افق پر تیرتے بادلوں نے سارے آسمان کو ڈھک رکھا تھا چاند تھا جو ذرا کی ذرا جھلک دکھا کر پھر سے بادلوں کی اوٹ میں چھپ جاتا۔ قریب ہی لگے سفیدے کے پتے ہوا کے دوش پر خوب شور مچا رہے تھے۔ آسمان کا منظر دیکھو تو وہاں اب وہ بادل آگے کی جانب تیرنے لگے تھے۔ کچھ بھی پہلے جیسا نہیں تھا پہلے موجود بادلوں کی جگہ نئے بادلوں نے لے لی تھی۔ ایسا ہی تو ہوتا ہے ہماری زندگی میں بھی۔

کوئی شخص کوئی چیز کوئی رشتہ چاہے کچھ بھی ہو اس کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کے بعد ایک وقت آتا ہے کہ اس رشتے اس چیز اور انسان کی جگہ ویسا ہی کوئی نیا رشتہ کوئی نئی چیز کوئی نیا انسان لے لیتا ہے۔

یہ دنیا مسلسل حرکت کا نام ہے۔ لیکن کچھ لوگ ہوتے ہیں جن کی دنیا رک چکی ہوتی پھر بھی وہ اپنے تھکے ماندے، دنیا اور اس کے لوگوں سے بیزار وجود کو گھسیٹتے گھسیٹتے دن کاٹ رہے ہوتے ہیں۔

وہ بھی ویسا ہی تھا، زندگی کی تلخیوں اور حالات کے تھپیڑوں نے اس کا دل مردہ کر دیا تھا۔ اور جب دل مر جائے تو کیا فرق پڑتا ہے کہ جسم اور روح باقی ہیں۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنی ماضی کی تلخ یادوں کو سوچتا لان کی کرسی پر بیٹھا تھا۔ چہرے پر سرد تاثرات تھے ماتھے کی رگیں اُبھری ہوئی تھیں وہ یقیناً ضبط کی کڑی منزل پر تھا۔

ہوا کے ایک تیز جھونکے سے میز پر پڑی کتاب کے صفحات میں حرکت ہوئی تو وہ اپنی سوچوں سے باہر آیا۔اس کی آنکھوں کو دیکھنے سے پتہ چلتا تھا کہ وہ کتنا زہر کتنی تلخیوں کو اپنی ذات میں سموئے ہوئے تھا۔

کتاب کو میز پر سے اٹھاتا وہ خود بھی وہاں سے اٹھا تھا، چھ فٹ سے اوپر نکلتا قد اور مضبوط کسرتی جسامت اس کے بلاناغہ ورزش کرنے کی علامت تھا۔وہ متوازن چال چلتا گھر کے اندر کی جانب بڑھا پر دروازے کے قریب پہنچنے پر کسی چیز نے اسے آگے بڑھنے سے روکا تھا۔

!وہاں وہ کھڑی تھیں،اس کی تمام تلخ یادوں کی وجہ

اس نے سرد نگاہ ان کے چہرے پر ڈالی اور پھر وہاں رکا نہیں بلکہ لمبے لمبے ڈاگ بھرتا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

ہنہ ناہنجار! کوئی لڑکی تو ہاتھ لگی نہیں اب نجانے اتنی خوشبو لگا کر یوں رات کے "
"اندھیرے میں کون سی چڑیلوں کو اپنے پیچھے لگانے کے چکر میں ہے۔

انہوں نے ہنکارا بھر کے چہرے کا زاویہ اس کی جانب سے موڑا

www.novelsclubb.com

زین عالم کے بارے میں ایک بات مشہور تھی کہ

"وہ خود چلا جاتا تھا پر اس کے پرفیوم کی خوشبو ہمیشہ یاد رہتی تھی۔"

اپنے کمرے میں آ کے اس نے کتاب صوفے پر اچھالی اور خود گرنے کے سے انداز میں بیڈ پر ڈھیر ہو گیا۔

پتہ نہیں ان کو الہام ہوتا کہ میرا موڈ خراب ہے جو اس کو مزید خراب کرنے کے لیے ہر دوسرے روز دروازے میں کھڑی ہو جاتی ہیں۔" اسکے بولنے پر کمرے کی دیواریں کھلکھلائیں جیسے اس کمرے کے مکین نے بہت عرصے بعد کوئی بات کی ہو۔ وہ بلاشبہ بہت اچھی آواز کا مالک تھا پر اس گھر اور اس گھر کے لوگوں سے تو اس نے شاید پیغمبری سلام بھی خود پر حرام کر رکھا تھا۔

وہ کوفت زدہ سا بستر پر لیٹا چھت کو گھور رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

آجائیں کمال بابا"اس کو پہلے سے معلوم تھا کہ دروازے پر کون ہو سکتا ہے تو" جھٹ سے اجازت دی البتہ اپنے چہرے کا رخ موڑ کر آنکھوں پر بازو رکھ چکا تھا۔

چھوٹے ملک کھانا لگا دوں نیچے آپ کے لیے یا کمرے میں کھائیں گے۔"ایک" ادھیڑ عمر ملازم اندر داخل ہوا اور بڑے مؤدبانہ سے انداز میں اس سے سوال کیا۔

بابا مجھے بھوک نہیں ہے! جب ہو گی تو میں خود کچن میں جا کر کچھ کھالوں گا آپ" اپنے کوارٹر میں جا کر آرام کریں رات کافی ہو گئی ہے۔"وہ یونہی آنکھوں پر بازو جمائے بولا

اس کے کھانے کیلئے منع کر دینے کے باوجود جب وہ آدمی وہیں کھڑا رہا تو مجبوراً اسے آنکھوں سے بازو ہٹا کر اس کی طرف دیکھنا پڑا۔

جو کہنا چاہتے ہیں کہیں! میں سن رہا ہوں "اس نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے ذرا جانچتی" نظروں سے انہیں دیکھا تو وہ گڑبڑائے۔

جی بہتر! وہ بڑے سرکار نے دوپہر میں پوچھا تھا آپ کا تو میں نے کہہ دیا کہ آفس" گئے ہیں، سرکار کافی غصے میں آ گئے تھے کہ زمینیں چھوڑ کر اپنی اس دو ٹکے کی نوکری کے پیچھے خود بھی ذلیل ہو رہے ہیں اور ان کو بھی اس عمر میں اپنے پیچھے خوار کر رہے ہیں، مجھے بولا تھا کہ جب آپ گھر آئیں تو ان سے ملنے کا بول دوں."

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ ایک ہی سانس میں اپنی بات کہہ گئے اور پھر اس کے تاثرات بھانپنے کی کوشش کرنے لگے

فلحال تو میں آرام کرنا چاہتا ہوں! آپ کے بڑے سرکار سے ملاقات پھر ہوتی رہے گی پلیز ذرا جاتے وقت کمرے کی لائٹ آف کرتے جایئے گا۔" اس نے ساری بات ہوا میں اڑاتے ہوئے کہا اور اوندھے منہ بیڈ پر لیٹ گیا۔

کانوں پر تکیہ رکھنے کا مطلب تھا کہ مزید ایک لفظ کہے بغیر چلے جاؤ

وہ کچھ لمحے بے بسی سے اس کی پشت کو دیکھتے رہے پھر لائٹ بند کر کے کمرے سے نکل گئے۔

وہ جو اوندھے منہ پڑا تھا اپنی ساری تلخ یادوں اور برے تجربات کو پس پشت رکھ کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔

اس کے پاس اس حویلی اور یہاں کے مکینوں کے علاوہ اور بہت سی مصروفیات تھیں جو اس کی زندگی کی ڈور کو ابھی تک باندھے ہوئے تھیں ورنہ یہاں کے لوگ اور ان کے سرد رویے اسے روز مرنے پر اکساتے تھے۔

لیکن اس سے کسی نے کہا تھا وقت ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا۔ اگر ایک وقت میں آپ ٹوٹتے ہیں تو ایک وقت آتا ہے جب آپ ہیل بھی ہوتے ہیں۔ وقت آپ کے حالات ایک جیسے نہیں رہنے دیتا۔ کل آپ اپنی زندگی میں جس جگہ کھڑے تھے

آج آپ وہاں نہیں ہیں۔آج آپ جس جگہ ہیں وہاں تک آنے کیلئے آپ نے کتنے راستے بدلے کتنی منزلیں طے کیں۔

بالکل اسی طرح جس جگہ آپ آج کھڑے ہیں کل وہ جگہ مختلف ہوگی ایسے ہی آہستہ آہستہ سب کچھ ٹھیک ہوتا جاتا ہے ہمیں بس اللہ پر کامل یقین رکھنا ہے کیونکہ ہم بھلے نہ جانتے ہوں کہ ہم زندگی میں کہاں جارہے ہیں پر اللہ جانتا ہے کہ وہ ہمیں کہاں لے کر جارہا ہے،اس لیے کوئی اگر کہے کہ تم ساری عمر تلخیوں میں جیو گے تو مسکرا دینا کیونکہ وقت اللہ کی ایک ایسی نعمت ہے جو تمہیں ایک نا ایک دن اس سب حالات سے نکال دے گا اور تم ہنسو گے مسکراؤ گے قہقہے لگاؤ گے کہ تم نے یہ یقین رکھا کہ اللہ سب جانتا ہے اور یقین کرو اس کا جاننا ہی آپ کے لیے کافی ہے۔

اس کی بھاری ہوتی سانسیں اس بات کا پیغام دے رہی تھیں کہ وہ سوچ چکا ہے۔

اپنے نفس اور شیطان کے وسوسوں پر اللہ کے یقین کو غالب کر لیں تو ایسے ہی چند منٹوں میں پر سکون نیند آ جایا کرتی ہے۔

ملک حویلی میں دو خاندان مقیم تھے۔ملک فیروز اور ان کی اہلیہ خود تو عرصہ قبل ہی اس جہان سے رخصت ہو گئے تھے اور اب اس حویلی میں ان کے بڑے بیٹے ملک عالم فیروز اور چھوٹے بیٹے سمعان فیروز اپنی مختصر سی فیملی کے ساتھ رہتے تھے۔

ملک فیروز کو بیٹی کا بہت شوق تھا پر شاید اللہ کو منظور نہیں تھا تبھی دو بیٹوں کے بعد کسی پیچیدگی کے باعث وہ اور ان کی زوجہ اولاد کی نعمت سے ہمیشہ کیلئے محروم ہو گئے۔

ان کا بڑا بیٹا عالم بچپن سے ہی ذہین اور معصوم تھا جبکہ سمعان ان کی نسبت ہوشیار اور زرا سخت عصاب کا مالک تھا۔ماں باپ دونوں کی تربیت اور توجہ کی وجہ سے ان کے دونوں بیٹوں میں کبھی کوئی معاملہ سنگین نوعیت اختیار نہیں کیا۔وہ دونوں اپنی اپنی زندگی سے مطمئن تھے۔

دونوں بیٹوں کی شادی انہوں نے خاندان میں ہی کی تھی۔سمعان کی شادی اسکی ماموں زاد نگین سے ہوئی تھی اور شادی کے ایک سال بعد اللہ نے انھیں ایک پیارے سے بیٹے سے نوازا تھا جس کا نام جہانگیر رکھا گیا تھا۔

ملک عالم کی شادی ان کی خالہ زاد ثمن سے ہوئی تھی شادی کے تین سال تک ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی، چار سال گزرنے کے بعد اللہ نے انھیں اولاد کی خوشخبری سے نوازا تو ایک اور آزمائش بھی تیار تھی۔بچی کی پیدائش کے دوران کمپلیکیشن کی وجہ سے بچی سروایو نہیں کر سکی تھی۔ ثمن الگ غم سے نڈھال تھیں پر ملک عالم کی تسلیوں اور پیار نے ان کو اس غم سے جلد ہی باہر نکال لیا تھا۔مزید

www.novelsclubb.com

ڈیڑھ سال کا عرصہ گزرنے کے بعد اللہ نے انھیں پھر سے ایک خوشخبری دی تو مانو ان کی زندگیوں میں بہار آگئی ہو۔ملک عالم اب ثمن کا پہلے سے بھی زیادہ خیال رکھتے تھے۔

اللہ اللہ کر کے بچے کی پیدائش کا وقت آیا۔ ثمن کو ہسپتال لے جایا گیا، تین گھنٹے ہسپتال کی اس سرد رہداری میں بیٹھے رہنے کے بعد جو خبر ملک عالم کو سنائی گئی وہ ان کے عصاب چکنا چور کرنے کے لیے کافی تھی۔ ثمن اس بچے کو دنیا میں لاتے لاتے خود ابدی نیند سو چکی تھیں۔اپنی جان سے عزیز ہمسفر کو کھونے کا غم ملک عالم کو ایسا لگا کہ وہ اپنی اولاد اپنے بیٹے سے بھی بیگانا ہو گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

دو ہفتے گزر چکے تھے، بچے کو گھر لایا جا چکا تھا پر ملک عالم کا دکھ تھا کہ ختم ہونے کو نہیں آرہا تھا۔بچے کو نگین بیگم ہی اپنے ساتھ رکھے ہوئے تھیں، جہانگیر جو اتنے دنوں سے بہت اشتیاق سے اس بچے کو دیکھ رہا تھا ماں سے اس کا نام پوچھ بیٹھا۔

بس یہ احساس ہی ان کی آنکھیں بھگو گیا کہ وہ بچہ جس کی ماں اس کے پیدا ہوتے ہی اس کو بغیر دیکھے چلی گئی اور باپ ہو کے بھی نہیں تھا، دو ہفتے سے وہ گھر میں تھا پر ابھی تک اسکا نام نہیں رکھا گیا تھا۔

ایک شام ملک عالم قبرستان سے گھر لوٹے تھے کہ ان کے کمرے میں جاتے قدموں کو نگین کی آواز نے جکڑا۔

www.novelsclubb.com

"عالم بھائی اپنے بیٹے کو ایک نظر بھر کر دیکھا ہے آپ نے ابھی تک؟"

سوال ایسا تھا کہ انھیں مڑ کر نگین کو دیکھنا پڑا

اس کے بازوؤں میں سوئے بچے کو دیکھ کر انھیں کیا کچھ یاد نہیں آیا تھا۔

وہ رخ موڑ گئے۔

نام تک نہیں رکھا گیا اس بدنصیب کا ابھی تک بھائی! جو چلی گئی اس کا غم اپنی جگہ "
پر یہ کیوں بھول رہے ہیں آپ کے یہ دشمن اور آپ کی اولاد ہے۔اسے ماں کے
"ساتھ ساتھ باپ کے پیار سے کیوں محروم کر رہے ہیں؟

وہ سراپا سوال بنی چیختی رہیں پر ملک عالم کان لپیٹے سڑھیاں چڑھتے وہاں سے غائب
ہو گئے۔

نگین نے آنکھوں میں آنسو لئے ایک نظر بچے کی طرف دیکھا

"زین! آج سے آپ کا نام زین ہے"

نم ہوتی آواز کے ساتھ انہوں نے بچے کو خود سے لگایا

اور کچھ یوں ملک زین عالم کو اس کی شناخت ملی۔

زندگی اس کے لیے شروع سے ہی عذاب رہی تھی لیکن اس دنیا میں آنا تو اس کے اس کانٹوں بھرے سفر کا آغاز تھا ایسا سفر جس میں اس کا کوئی راہنما کوئی ہمسفر نہ تھا، اسے خود گرنا اور خود ہی اٹھنا تھا، اپنی چھوٹی چھوٹی کامیابیوں پر اسے اپنا کندھا خود تھپکنا تھا، اپنی ناکامیوں اور اداس شاموں میں اسے خود ہی اپنے آپ کو سنبھالنا تھا کیونکہ اس سفر میں اسے رونے کے لیے کسی کا کندھا میسر نہیں تھا! تھکنے پر اسے ہمت دینے کوئی نہیں آنے والا تھا! اس کی ذات کے دکھ اور درد سننے کیلئے اسے کسی سامع کا ساتھ نصیب نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنا ہیلر تھا! اس کے غم اور خوشی اس کی کامیابی اور ناکامی اس کی تنہائی اور اس کا دوست! اس کے یہ سارے احساس اس کے تمام رشتے صرف اس سے جڑے تھے۔

رات گیارہ بجے اس کی گاڑی گھر کے گیٹ کے باہر کھڑی تھی دفعتاًاس کے ہارن کی آواز پر چوکیدار نے اندر سے گیٹ کھولا اور اسے گاڑی اندر لانے کا راستہ دیا۔اس کے گاڑی اندر لاتے ہی چوکیدار اب گیٹ بند کرنے لگا تھا۔

وہ گاڑی پارک کرتی اپنی طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکلی اور پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر شال میں لپٹے اس وجود کو باہر نکالا چوکیدار اس کو سامان نکالتا دیکھ بھاگتا ہوا اس تک پہنچا۔

"!لائیں بی بی ! سامان میں اندر لے چلتا ہوں"

اس کا اشارہ گٹھڑی بنی شال کی طرف تھا

"!نہیں آپ رہنے دیں میں لے جاؤں گی"

چہرے پر ذرا نرمی لاتے اس نے سرعت سے منع کیا اور اندر کی طرف بڑھ گئی۔

گھر کا منظر کچھ یوں تھا کہ گھر میں داخل ہوتے ہی راہداری تھی اور کچھ قدم پر اندر کی طرف کھلتا دروازہ تھا! راہداری کے بائیں جانب درمیانہ سالان تھا۔

گھر کے اندر کا منظر یوں تھا کہ اندر داخل ہوتے ہی دس قدم کے برابر گیلری تھی جہاں بہت سی تصاویر لٹکائی گئیں تھیں۔ گیلری سے آگے سامنے ہی لیونگ ایریا تھا جس کے دائیں جانب اوپن کچن تھا۔

www.novelsclubb.com

گھر کے اندر دیواروں کو وائٹ اور گرے کلر کیا گیا تھا۔ کونوں میں ان ڈور پلانٹس رکھے ہوئے تھے، لیونگ ایریا میں دیواروں کی تھیم سے میچ کرتے سفید اور گرے امتزاج کے صوفے آمنے سامنے پڑے تھے، درمیان میں سفید رنگ کا تکون ٹیبل رکھا تھا دائیں جانب درمیانے سائز کی ایل ای ڈی صوفوں کے بالکل عین سامنے دیوار کے وسط میں لگی تھی۔

کچن کے علاوہ نیچے ایک بیڈروم اور گیسٹ روم تھا۔ سیڑھیوں کے اوپر کی جانب بھی دو کمرے تھے۔ جن میں سے ایک ابر کا بیڈروم تھا جب کہ دوسرے کو وہ اپنے کورٹ کے لیگل ڈاکومنٹس، موٹی موٹی قانون کی کتابوں اور رنگ برنگی فائلز سے بھرے ایک آفس کی شکل میں زیرِ استعمال رکھے ہوئے تھی۔

گھر بہت بڑا تو نہ تھا لیکن ہر چیز کی جگہ اور سجاوٹ اس قدر پرفیکٹ تھی کہ وہ اندر باہر سے حسین لگتا تھا پر کون جانے یہ چھوٹا سا گھر بھی شہر بانو کو اپنی تنہائی کے باعث محل جتنا بڑا لگا کرتا تھا۔

دروازہ لاک کرتی وہ اندر داخل ہوئی گاڑی کی چابی وہیں گیلری میں رکھے لکڑی کے بڑے سے دراز نما خانوں سے بنے کیبنٹ کے اوپر رکھی۔

تھکے تھکے انداز میں قدم اٹھاتی وہ گیلری عبور کرتی اندر آئی تو سامنے صوفے پر شہر بانو بیگم نماز کے انداز میں دوپٹہ چہرے کے گرد لپیٹے یقیناً اسی کے انتظار میں بیٹھی نظر آئیں۔

ابر نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا جو گیارہ بجے کا عندیہ سنا رہی تھی، شہر بانو بیگم عشا کی نماز پڑھ کر سو جایا کرتی تھیں ورنہ ان کی طبعیت اکثر بگڑ جاتی تھی۔

ان کی نظریں ملیں، ماں کی آنکھوں میں شکوہ تھا پریشانی تھی ابر کو ایک دم سے شرمندگی نے آن گھیرا! نہ انہوں نے کوئی سوال کیا تھا اور نہ ہی ابر نے کوئی صفائی پیش کی تھی۔

وہ ان کے قریب پہنچ کر رکی

بازوؤں میں اٹھائے ہوئے وجود کو آرام سے بائیں جانب پڑے صوفے پر لٹایا اور خود پاؤں کو جوتوں سے آزاد کرتی صوفے پر ان کے برابر بیٹھی پھر ایک لمحے کا توقف کئے بغیر پاؤں صوفے کے اوپر سمیٹے اور ان کی جھولی میں سر رکھ دیا۔

شہر بانو جو خاموشی سے اس کی ساری کاروائی دیکھنے کا ارادہ رکھتیں تھیں اس چادر میں لپٹے بچے کو دیکھ کر حیران و پریشان ہو گئیں

بچے سے نظر ہٹا کر کچھ بولنے کے لیے لب کھولے اور ابر کا رخ کیا کہ تبھی ان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتی ابر بول پڑی۔

امی ہنجروال سے واپسی پر میری طبیعت اچانک بہت خراب ہو گئی تھی وہاں" راستے پر ایک جگہ رکنا پڑا۔۔۔۔"وہ آہستہ آہستہ شروع سے لے کر آخر تک سارے واقعے کی روداد ان کو سنانے لگی۔

اس کی آواز بہت ہلکی تھی وہ اپنی ماں کے چہرے پر ابھرتے تاثرات اچھے سے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

ہاسپٹل میں تقریباً ایک گھنٹہ گزارنے کے بعد مجھ میں بالکل ہمت نہیں تھی کہ "آپ کو اسی وقت فوراً کال کر کے سب بتاتی ویسے بھی میں گھر ہی آ رہی تھی اس لیے سوچا کہ سامنے بیٹھ کر ہی سب بتاؤں گی۔" وہ ساری کہانی ان کے گوش گزار کر چکی تھی اب باری تھی ان کا ردعمل دیکھنے کی

"پر ابر تم ایسے کیسے اس بچے کو وہاں سے اٹھا لائی بیٹے؟ اگر اس کی ماں وہیں کہیں ہوئی اور اب تک اس کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی ہو تو؟ تم اتنی غیر ذمہ دار اور جلد بازی میں فیصلہ لینے والی تو نہیں ہو پھر اس سب کا کیا مطلب ہے؟"

ان کے لہجے میں پریشانی واضح تھی بات کرتے ہوئے وہ بار بار اس بچے کو دیکھ رہی تھیں

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

امی میں صرف آواز سن کر وہاں پانچ سے دس منٹ گاڑی میں بیٹھی رہی تھی !اس "
کے بعد بھی جب مجھے یہ بچہ ملا تو کتنی دیر اس خالی سڑک پر میں اس کی ماں کو
ڈھونڈتی رہی لیکن وہاں کوئی ہوتا تو سامنے آتا نا !اس کی ماں جو کوئی بھی تھی میرے
"وہاں پہنچے سے بہت دیر پہلے اس بچے کو وہاں اکیلا چھوڑ کر جا چکی تھی۔

ابراب بالکل کمپوزڈ لہجے میں بولی

اور آپ فرض کریں میں نے اس بچے کو وہاں چھوڑ دیا ہوتا تو کیا ہوتا !ڈاکٹر کے "
نہ دیتی تو اس کی سانسیں کب کی رک چکی ہوتیں اور Cpr مطابق اگر میں اسے
چلیں اگر پھر بھی اللہ کسی طرح اسے بچا لیتا تو صبح تک وہاں سنسان راستے پر موجود
"کتوں اور کتنی ہی ویسی مخلوق کی غذا بن چکا ہوتا۔

اس نے کتنے نارمل انداز میں یہ بات کہہ دی تھی جبکہ شہر بانو نے دہل کر اس کو دیکھا۔

وہ ایسی ہی تھی زندگی کے ہر معاملے میں worst case scenario پہلے سے سوچ لینے والی۔

www.novelsclubb.com

اگر آپ کو لگتا ہے کہ اس بچے کی ماں یا اس کے خاندان کا کوئی فرد اسے ڈھونڈ رہا" ہو گا اور میں اسے یہاں اٹھا لائی ہوں تو آپ فکر مت کریں میں اسے ہمیشہ کے لیے یہاں تھوڑی لائی ہوں نہ ہی میرا اس کو اسکے خاندان سے جدا کرنے کا کوئی ارادہ ہے، صبح پھر جاؤں گی گاؤں اور دیکھوں گی اگر کوئی اس کی تلاش میں ہوا تو مجھے اس

بچے کو صحیح سلامت ان تک پہنچانے میں سب سے زیادہ خوشی ہو گی۔" وہ تسلی سے اپنی ساری بات ان کو سمجھا کر اپنی جگہ سے اٹھی۔

"یہ بچہ تو بہت چھوٹا ہے ابر! اس کی ماں اتنے چھوٹے سے بچے کو وہاں ایسے کیسے اکیلا چھوڑ سکتی ہے، کہیں اس کے ساتھ کوئی حادثہ نہ پیش آگیا ہو" انہوں نے پھر ایک نظر اس سوئے ہوئے چھوٹے سے وجود پر ڈالتے سوال کیا

"یہ تو میں بھی نہیں جانتی کہ یہ بچہ وہاں کیوں تھا اور وہاں پر کہیں دور دور تک کوئی حادثہ ہونے کے آثار نہیں تھے آپ فکر مت کریں میں سب دیکھ لوں گی انشاءاللہ اس کے گھر والے مل جائیں گے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس نے اپنی ماں کی پریشانی کو کم کرنے کی کوشش کی

اور اگر اس کے گھر والے نہ ملے تو کیا کرو گی اس کا؟" ایک اور سوال"

امی آپ اتنی آگے کا مت سوچیں پلیز میرا ذہن اس وقت بالکل جواب دے چکا" ہے، میں صبح جاؤں گی وہاں اور اس کے گھر والوں کو ڈھونڈ لوں گی۔

سر کا درداب حد سے سوا ہو رہا تھا

www.novelsclubb.com

وہ واپس سے صوفے پر بیٹھ گئی۔

شہر بانو بھی اب اس کو ذرا پریشانی سے دیکھنے لگیں۔

طبعیت زیادہ خراب ہے کیا؟ ہسپتال گئی ہی تھی تو اپنا چیک اپ بھی کروالیا ہوتا"

بچے."

وہ فکرمند سی بولیں

اس سارے عرصے میں وہ پہلی بار مسکرائی تھی، وہ مسکراتی تھی تو اس کی آنکھیں بھی اس کی مسکراہٹ کا ساتھ دیتی تھیں۔

ہلکی بھوری آنکھیں، ستواں ناک، بے داغ پیشانی پر دائیں آنکھ کے ذرا سا اوپر بالکل چھوٹا سا تل تھا بھرے بھرے گلابی ہونٹ جس کو وہ لپ اسٹک سے مزید گلابی کئے ہوئے تھی۔ بھورے لمبے بال کمر سے نیچے تک جاتے تھے۔ وہ بلاشبہ خوبصورت

تھی اور اس کی باتیں اسے مزید پر کشش بناتی تھیں لیکن وہ زمین آسمان کے قلابے ملا دینے والی حسین نہیں تھی

ہر بار جب ہمیں کوئی کہتا ہے کہ اس نے کسی بہت حسین انسان کو دیکھا تو ہمارے ذہن میں پہلی تصویر اس کے چہرے کی ابھرتی ہے جبکہ حسن ہمیشہ چہروں کا محتاج نہیں ہوا کرتا! بعض لوگ اپنے کردار کی وجہ سے حسین ہوتے ہیں، بعض اپنے اخلاق کی وجہ سے تو بعض اپنے سحر انگیز لہجے کی وجہ سے۔۔۔ہم اور ہمارے ارد گرد کے لوگوں نے خوبصورتی کو صرف چہروں سے منصوب کر دیا ہے جبکہ حقیقت اس سے مختلف ہے!

مثال کے طور پر دفعہ آپ دیکھتے ہیں کہ ایک بالکل معمولی سا چہرہ بھی کسی انسان کے لیے دنیا کا حسین ترین چہرہ ہوتا ہے اور اکثر کسی انسان کو دنیا کے حسین سے حسین چہرے بھی نہیں بھاتے۔

حسن ہمیشہ دیکھنے والے کی نگاہ میں ہوتا ہے آیا کہ وہ یہ حسن آپ کے چہرے میں تلاش کرتا ہے، آپ کے کردار میں یا آپ کے انداز گفتگو میں. اس لحاظ سے آپ ہمیشہ ہر انسان کے لیے الگ انداز میں پرکشش یا عام ہوتے ہیں۔

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ مسکرا کر بولی

".امی وہاں ہسپتال میں مجھے کوئی ہوش ہی کہاں تھا اپنا"

لیکن شہر بانو کی فکر کسی صورت کم نہ ہوئی

www.novelsclubb.com

کچھ کھالو بیٹے پھر سو جانا ایسے خالی پیٹ کہیں طبیعت مزید بگڑ گئی تو تمہارے "

"کورٹ کچہریوں کے چکر سب سے زیادہ متاثر ہوں گے۔

ان کی آخری باتوں میں واضح طنز تھا ہوتا بھی کیوں نہ کام کے علاوہ کسی بات سے

فرق کہاں پڑتا تھا اسے

آپ فکر نہ کریں اگر مجھے میرے بستر سے لگنے کا خدشہ ہوا تو گھر کو کورٹ بنالوں "

گی."

لہجے میں شرارت تھی

www.novelsclubb.com

کوئی جو ڈھنگ کی بات منہ سے نکال لو! چلو تم کمرے میں، میں کھانا لا رہی ہوں" اور خبر دار جو میرے کھانا لانے سے پہلے سوئی ہو تو۔" وہ ابر کو وارن کرتی اٹھ گئیں ان کا رخ اب کچن کی جانب تھا

ابر نے مسکرا کر ان کی پشت کو دیکھا! کیسے چند باتوں سے نارمل کر لیا کرتی تھی وہ انھیں

ان کے جاتے ہی چہرے پر پھر سے سنجیدگی در آئی۔ ذہن میں ہر طرح کی سوچیں گردش کرنے لگیں۔

وہ اپنے ذہن سے سب خیالات کو جھٹکتی اٹھ گئی! بچے کو صوفے پر سے بہت احتیاط سے اٹھایا تو وہ نیند میں کسمسایا شاید اب وہ ادویات کے زیر اثر نہیں تھا۔

آنکھوں میں نرمی لیے وہ تھوڑی دیر اس کا چہرہ دیکھتی رہی پھر آرام سے سیڑھیاں چڑھتی اسے ساتھ لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

کمرے میں آکر اس نے لائٹس آن کیں آگے بڑھ کر بچے کو بیڈ پر لٹادیا اور خود الماری سے سفید سادہ سا جوڑا نکال کر فریش ہونے کی نیت سے باتھروم میں گھس گی۔

اس کا ذہن منتشر تھا پر وہ دل ہی دل میں آنے والے وقت کا لائحہ عمل تیار کر چکی تھی۔اس بچے کے خاندان کو اسے جلد از جلد ڈھونڈنا تھا کیونکہ اس کے پروفیشن سے اس کا تعلق اور کچھ اس کا اپنا انٹرسٹ اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ سارا سارا دن، ہفتے یا مہینے یوں گمشدہ لوگوں کی تلاش میں لگا دے۔

کون جانتا تھا کہ وقت اور حالات آگے کیا کروٹ لینے والے تھے! یہ فیصلہ اس کے لیے مصلحت تھا یا پھر کوئی آزمائش یہ تو آنے والا وقت ہی بتا سکتا تھا اس کے تمام ارادے ملیا میٹ ہونے والے تھے تمام پلانز بیکار جانے والے تھے کیونکہ وقت کا چکر شروع ہو چکا تھا اب دیکھنا یہ تھا کہ وہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے واقعی تیار تھی بھی یا نہیں۔

جاری ہے

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM